قرآن تاریخی طور پر مسلمہ کتاب

الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے اپنے نبیوں پر وحی بھیجی اور ان کو کتب وصحیفے عطا کیے جن میں تورات، زبور اور انجیل مشہور ہیں لیکن زمانے کے تغیر کے ساتھ ان کتابوں میں تحریف ہوتی رہی اور ان کتابوں میں ربانی کلام کے ساتھ انسانی کلام میں بھی شامل ہو گیا اور یوں نفس کے پجاری اپنی خواہشات کے مطابق ان کتابوں میں من مانی تحریف کرتے رہے لیکن قرآن دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔

﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾ ''اور ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' [الحجر:۹] اس طرح اس کا جمع کرنا اور سنانا بھی کائنات کے رب نے اپنے ذمے لیا ہے فرمایا گیا ہے: ﴿ان علینا جمعه و قرآنه﴾ [القیامه:۱۷] ترجمہ: اس کو جمع کرنا اور سنانا ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ یہ کتاب تا قیامت انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ قرآن میں ایک ایک لفظ کلام الٰہی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذلک الکتاب لا ریب فیه﴾ [البقرۃ:۱] یعنی اس کتاب کے (منزل من اللہ) ہونے میں کوئی شک نہیں۔

قرآن عظیم کی صداقت اور کتاب الٰہی ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں لیکن ان وجوہات میں ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب تاریخی طور پر ثابت ہے۔ دنیا میں وہی تحریر اور کتاب تاریخی طور پر مستند مانی جاتی ہے جو ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے جس کے واقعات تاریخ مسلمہ اصولوں کے مطابق ثابت ہوں اور اگر اس کتاب یا تحریر میں کوئی پیش گوئی بیان کی گئی ہو اور وہ بعد میں واقع ہو جائے تو وہ پیش گوئی تاریخ کا ایک مسلمہ واقعہ بن جاتی ہے اور اس کتاب کی سچائی کی گواہی دیتی ہے۔

دنیا میں قرآن پاک ہی وہ واحد کتاب ہے جو تاریخی طور پر مسلم مانی ہوئی کتاب ہے اس کتاب میں جتنے تاریخی واقعات اور پیش گوئیاں ہوتی ہیں وہ تاریخی طور پر ثابت شدہ اور مسلمہ حقیقت رکھتے ہیں۔ اس سلسلے

میں سب سے پہلی چیز جو تاریخی اعتبار سے ثابت ہے وہ قرآن کا چیلنج ہے جو چودہ سو برس سے دنیا کے سامنے ہے۔ مگر آج تک اس کو جواب نہ دیا جا سکا۔ تاریخ میں بہت سی کتابوں اور تحریروں پر تنقید کی جاتی رہی اور ان سے بہتر کتابیں اور تحریریں لکھی گئیں مگر قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کے بارے میں مشتبہ ہیں اور اس کو محض اپنے جیسے ایک انسان کی تصنیف سمجھتے ہیں وہ ایسی ایک کتاب بنا کر پیش کریں بلکہ اس کے جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر دکھا دیں﴿**و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ و ادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین**﴾[البقرۃ: ۲۳] ترجمہ: اپنے بندے پر اپنا جو کلام ہم نے نازل کیا ہے اگر اس کے کلام الٰہی ہونے کے بارے میں تمہیں شبہ ہے تو اس جیسی ایک سورۃ لکھ کر لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام شہداء کو بھی بلا لو، اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔

یہ ایک حیرت انگیز دعویٰ ہے جو ساری انسانی تاریخ میں کسی بھی مصنف نے نہیں کیا اور نہ ہی کوئی باشعور مصنف ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی انسان کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ ایک ایسی کتاب لکھ دے جس کے ہم پایہ کتاب دوسرے انسان نہ لکھ سکتے ہوں ہر انسانی تصنیف کے جواب میں اس درجہ کی دوسری تصانیف بھی لکھی گئیں بلکہ ان سے بہتر لکھی گئیں لیکن قرآن کے مقابلے میں اس کے مثل کوئی تصنیف نہیں لکھی جا سکی اور ڈیڑھ ہزار برس تک کسی انسان کا اس پر قادر نہ ہونا تاریخی اور قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک غیر انسانی اور سچا کلام ہے۔

تاریخ میں چند مثالیں ہیں جنہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا لیکن بری طرح ناکام ہوئیں سب سے پہلا واقعہ لبید بن ربیعہ کا ہے جو عربوں میں اپنی قوت کلام اور تیزی طبع کیلئے مشہور تھا اس نے جواب میں ایک نظم لکھی جو کعبہ کے پھاٹک پر آویزاں کی گئی اور یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو صرف کسی اعلیٰ ترین شخص ہی کو ملتا تھا۔ اس واقعہ کے جلد ہی بعد کسی مسلمان نے قرآن کی ایک سورۃ لکھ کر اس کے قریب آویزاں کر دی، لبید جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے جب اگلے دن کعبہ کے دروازے پر آئے اور سورۃ کو پڑھا تو ابتدائی فقروں کے بعد ہی وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے اور اعلان کیا کہ بلاشبہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں حتیٰ کہ عرب کا یہ مشہور شاعر قرآن کے ادب سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی شاعری چھوٹ گئی، بعد کو ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا: جب اللہ نے مجھے بقرہ اور آل عمران

جیسا کلام دیا ہے تو اب شعر کہنا میرے لیے زیبا نہیں۔

اس سلسلے میں قرآن کی ایک اور تاریخی مسلمہ حقیقت اس کی زندہ زبان ہے، تاریخ میں بہت سی زبانیں ابھریں اور وقت کے ساتھ مردہ ہوگئیں۔لیکن قرآن کی زبان عربی ہے، عربی زبان تمام زبانوں کے درمیان ایک حیران کن استثناء ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ ایک زبان کی عمر پانچ سو سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔تقریباً پانچ سو سال میں ایک زبان اتنی بدل جاتی ہے کہ اگلی نسل کے لوگوں کیلئے پچھلے لوگوں کا کلام سمجھنا سخت مشکل ہو جاتا ہے مثال کے طور پر جافرے چاسر (1400-1342) اور ولیم شیکسپیئر (1616-1564ء) انگریزی زبان کے شاعر اور ادیب تھے مگر آج کا ایک عام انگریزی دان ان پر پڑھنا چاہے تو اس کو انہیں ترجمہ کر کے پڑھنا پڑے گا۔چاسر اور شیکسپیئر کا کلام جدید انگریزی ادب میں ترجمہ کر کے پڑھایا جاتا ہے تقریباً ویسے ہی جیسے غیر زبان کی کتابیں ترجمہ کر کے پڑھائی جاتی ہیں۔مگر عربی زبان کا معاملہ استثنائی طور پر اس سے مختلف ہے عربی زبان پچھلے ڈیڑھ ہزار سال سے یکساں حالت پر باقی ہے اس کے الفاظ اور اسلوب میں یقیناً ارتقاء ہوا ہے۔مگر یہ ارتقاء اس طرح ہوا ہے کہ الفاظ اپنے ابتدائی معنیٰ کو بدستور باقی رکھے ہوئے ہیں۔قدیم عرب کا کوئی شخص اگر آج دوبارہ زندہ ہو تو آج کے عربوں میں بھی وہ اسی طرح بولا اور سمجھا جائے گا جس طرح چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کے عرب میں وہ بولا جاتا تھا۔

یہ سراسر قرآن کی تاریخی طور پر مسلمہ حقیقت ہے کہ اس نے ایک زبان کو ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا ہے تا کہ جس طرح عربی زبان بھی زندہ اور قابل فہم حالت میں قیامت تک باقی رہے اور یہ کتاب کبھی ''کلاسیکل لٹریچر'' کی الماری میں نہ جانے پائے وہ ہمیشہ لوگوں کے درمیان پڑھی اور سمجھی جاتی رہے۔اس سلسلے میں قرآن کی ایک تاریخی حقیقت اس کی پیش گوئیاں ہیں جو اپنے اپنے وقت پر سچ ثابت ہوئیں۔تاریخ میں بڑے بڑے منجم اور پیش گوئی کرنے والوں نے مستقبل کے بارے میں کئی پیش گوئیاں کیں مگر تاریخ بتاتی ہے کہ ان کی پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔

تاریخ میں قرآن کی ثابت شدہ پیش گوئیوں میں ایک پیش گوئی فرعون مصر منفتاح کی لاش کی حفاظت ہے اس فرعون کو انگریزی میں Merneptah کہتے ہیں یہ فرعون مصر عمیس دوئم Ramesses-II کا بیٹا تھا۔ اس فرعون نے جو اس وقت مصر کا بادشاہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا تھا اور بحیرہ احمر (بحیرہ قلزم Red Sea)

میں ڈوب گیا تھا۔قرآن کے نزول سے پہلے اس واقعہ کا ذکر تورات میں ملتا ہے اور یہی ایک حوالہ تھا جو اس فرعون کے ڈوبنے کے بارے میں تھا۔قرآن کریم اور تورات کے بیان میں جو نمایاں فرق ہے وہ یہ ہے کہ تورات میں فرعون کی لاش کی حفاظت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے تورات کی کتاب خروج میں ہے۔

فرعون کے سوار، گھوڑوں اور رتھوں سمیت سمندر میں گئے اور اللہ تعالیٰ نے سمندر کے پانی کو ان پر لوٹا دیا لیکن بنی اسرائیل سمندر کے بیچ سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے۔[خروج ۱۵۔۱۹] ایک دوسری جگہ بیان ہوا ہے اور پانی پلٹ آیا اور اس نے رتھوں سواروں اور فرعون کے سارے لشکر کو جو بنی اسرائیل کا پیچھا کرتا ہوا سمندر میں گیا تھا غرق کر دیا اور ایک ان میں سے باقی نہ چھوٹا، پر بنی اسرائیل سمندر کے بیچ میں سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے اور پانی ان کے دائیں اور بائیں دیوار کی طرح رہا۔[خروج ۱۴:۲۸۔۲۹] چنانچہ جیسا کہ آپ دیکھ چکے فرعون اور اس کا سارا لشکر بحیرہ قلزم میں ڈوب گیا اور آگے قصے میں بنی اسرائیل کے سفر کے آغاز کا ذکر شروع ہو جاتا ہے جنہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکال کر لے جا رہے تھے۔ چنانچہ تورات میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ فرعون کے بدن کی حفاظت کی جائے گی لیکن اس وقت قرآن نے حیرت انگیز طور پر اعلان کیا کہ فرعون کا جسم محفوظ ہے اور وہ دنیا والوں کیلئے سبق بنے گا۔

قرآن میں ارشاد ہے ﴿فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ﴾[یونس:۹۲] ''آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کیلئے نشانی ہو۔'' قرآن میں جب یہ آیت اتری تو کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ فرعون کی لاش (بدن) کہیں محفوظ ہے اور یہ بات ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد معلوم ہوئی۔ پروفیسر لاریٹ (Loret) پہلا شخص ہے جس نے 1898ء میں مصر کے ایک قدیم مقبرے میں داخل ہو کر دریافت کیا کہ یہاں مذکورہ فرعون کی لاش ممی کی ہوئی موجود ہے۔ 8 جولائی 1907ء کو ایلیٹ سمتھ (Elliot Smith) نے اس لاش کے اوپر لپٹی ہوئی چادر کو ہٹایا اس نے اس کی باقاعدہ سائنسی تحقیق کی اور 1912ء میں ایک کتاب شائع کی جس کا نام ہے شاہی ممیاں (The Royal Mummies) اور اس کی تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ لاریٹ کی دریافت شدہ ممی درحقیقت اس فرعون کی تھی جس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا اور اسی عمل میں بحیرہ احمر میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن کو گلنے سڑنے سے بچالیا تاکہ وہ بنی نوع انسان کیلئے ایک نشانی رہ جائے۔

قرآن، بائبل اور سائنس (The bible, The Quran and the Science
(Mourice) مصنف ڈاکٹر موریس بوکالیے نے 1975ء میں فرعون کی اس لاش کا معائنہ کیا اس کے بعد انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا: ''وہ لوگ جو مقدس کتابوں کی سچائی کیلئے جدید ثبوت چاہتے ہیں وہ قاہرہ کے مصری میوزیم میں شاہی ممیوں کے کمرہ کو دیکھیں۔ وہاں وہ قرآن کی ان آیتوں کی شاندار تصدیق پالیں گے جو کہ فرعون کے جسم سے بحث کرتی ہے۔[بائبل، قرآن اور سائنس: مترجم، ثناء الحق صدیقی: صفحہ 289)

ساتویں صدی عیسوی میں قرآن حکیم کو صحیح تناظر میں دکھایا کہ فرعون کے بدن کو محفوظ کرلیا گیا ہے جو بنی نوع انسان کیلئے ایک نشانی ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں فرعون کے بدن کی دریافت نے اس پیش گوئی کا صحیح اور ٹھوس ثبوت دیا اور یہ تاریخ کا مسلمہ واقعہ بن گیا۔ اس پیش گوئی اور تاریخی واقعے کی دریافت سے ثابت ہوتا ہے قرآن حکیم اللہ کی کتاب ہے جو کسی انسان نے نہیں لکھی۔

قرآن کی ایک اور پیش گوئی جو تاریخی مسلمہ روایت بن گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا غلبہ اسلام ہے رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام کی دعوت شروع کی تو سارا عرب آپ ﷺ کا مخالف ہوگیا ایک طرف مشرک قبائل تھے جو آپ ﷺ کے جانی دشمن ہوگئے دوسری طرف یہودی سرمایہ کار تھے جو ہر قیمت پر آپ ﷺ کو ناکام بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے اسی طرح منافقین بھی آپ ﷺ کی جماعت میں گھس آئے اور اسے توڑنے کے درپے تھے مگر آپ ﷺ نے ان سہ طرفہ مخالفتوں کے طوفان میں اس طرح اپنی تحریک جاری رکھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ تھوڑے سے غلام اور کمزور لوگ اور امیر اور بااثر طبقے کے وہ لوگ تھے جو اپنی برادری سے کٹ چکے تھے اور ان کی برادری ان کی دشمن بن گئی تھی جس طرح وہ برادری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمن تھی۔

تحریک چلتی رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے حالات کی کشیدگی سے مجبور ہوکر ساتھیوں کے ساتھ بے سروسامانی کی ہجرت کی اور مدینے میں یہ حال تھا کہ وہ لوگ جو آپ کے ساتھ اپنا وطن، گھر اور جائیداد چھوڑ کر آئے تھے وہ بے سروسامان تھے ان میں ایسے لوگ بھی تھے جن کے رہنے کیلئے کوئی باقاعدہ مکان نہیں تھا وہ چھپر پڑے ہوئے ایک چبوترے پر زندگی گزار رہے تھے اسی مناسبت سے ان کا نام ''اصحاب صفہ'' پڑ گیا تھا۔ چند انسانوں کا یہ بے سروسامان قافلہ مدینے کی زمین پر اس طرح پڑا ہوا تھا کہ ہر وقت خطرہ تھا کہ چاروں طرف

سے دشمن حملہ کردیں مگر اللہ کی طرف سے بار بار آپ ﷺ کو یہی بشارت آتی تھی کہ تم ہمارے نمائندے ہو اور تمہیں کوئی زیر نہیں کرسکتا قرآن نے دعویٰ کیا کہ: ﴿کتب الله لأ غلبن أنا و رسلی﴾ کہ اللہ نے لکھ دیا کہ میں اور میرا رسول ﷺ ضرور غالب آئیں گے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یریدون لیطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره و لو کره الکافرون ٥ هو الذی أرسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشرکون﴾ [صف:۸۔۹] ''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنی روشنی کو مکمل کر کے رہے گا۔ خواہ منکروں کو کتنا ہی ناگوار ہو وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

اس دعویٰ کے تھوڑے ہی عرصے بعد مکہ فتح اور سارا عرب آپ ﷺ کے قدموں کے نیچے آ گیا تھوڑے نہتے اور بے سر و سامان لوگ ان لوگوں پر غالب آ گئے جو تعداد ہتھیار اور سر و سامان کے لحاظ سے کثرت میں تھے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفائے راشدین نے مشرق و مغرب تک اسلامی سلطنت کو پھیلایا یہ وہ تاریخی واقعات ہیں جو مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں جن کا انکار کرنا سورج کا انکار کرنا ہے۔ سو قرآن میں بہت سے واقعات اور پیش گوئیاں ہیں جو تاریخی لحاظ سے ثابت ہوئیں لیکن میں نے طوالت کے خوف سے مختصراً جامع یہ واقعات و حقائق اور پیش گوئیاں تحریر کیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن تاریخی طور پر ایک ثابت شدہ کتاب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ اور ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے، اس کے تمام واقعات و پیش گوئیاں تاریخی طور پر ثابت ہیں اور اس لیے ہم بلاخوف کہہ سکتے ہیں کہ قرآن وہ تاریخ پیش کرتا جو سب تاریخوں سے زیادہ مستند ہے کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اس میں انسانی کلام کی آمیزش نہیں اور یہی وہ کتاب ہے جس کے بیانات پر لوگ بڑے اعتماد کے ساتھ انحصار کر سکتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کتاب کو عمل و فکر کا محور بنائیں اس کو ہر چیز پر حکم بنائیں اور زندگی کے ہر مرحلے میں اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سیکھنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

(بشکریہ: ماہنامہ ''صراط مستقیم''، برمنگھم)